# مطبوعات

ماۃ فتاوٰی فی مسئلہ علمِ غیب
مؤلفہ: الحاج چوہدری محمد سرفراز خاں
قیمت: درج نہیں
پتہ: مؤلف مقیم کالرہ کلاں ضلع گجرات

اس کتاب میں جس مبحث پر گفتگو کی گئی ہے، وہ ایسے انتہا پسندانہ علامتی (۲۴۷، ۲۷۴) مباحث میں سے ایک ہے جیسے ایک گروہ منوانے کی کوشش کرتا ہے اور دوسرا اس کے بطلان کی۔ دراصل یہ استدلال کی ایک جنگی کارروائی ہے مگر بے نتیجہ اس لیے کہ ہر فرقے کے لوگوں نے اپنے گرد تعصب کے مسالے سے خاص خاص تعبیراتِ مسائل کی مضبوط فصیلیں کھڑی کر رکھی ہیں جن حصار سے باہر کے لوگوں کی آواز اوّل تو اندر پہنچتی ہی نہیں۔ اگر پہنچے تو خطرے کا الارم اور جنگ کا بگل بج جاتا ہے کاش کہ لوگ جنگی ہتھیار پھینک کر ایک ملت کے افراد کی حیثیت سے بھائی بھائی بن کے بیٹھیں اور آپس میں پیار سے افہام و تفہیم کریں، اور پھر بھی اگر اختلاف رہے تو یہ جنگی اختلاف نہ ہو۔

دوسری اہم بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بلندیٔ رتبہ اور عظمتِ شان کے لیے جو لوگ بڑی بڑی کاوشیں کرتے رہتے ہیں، اُن کی توجہ اس اہم خدمت سے ہٹ جاتی ہے کہ لوگوں کو اصل تعلیم اطاعتِ رسولؐ کی دینی ہے۔ اصل محبِ رسول وہ ہے اور شانِ رسالت کا قدرشناس وہ ہے جو دین کی اطاعت اور دین کے غلبے کے لیے ویسی ہی سعی کرے جیسی رسولِ برحق نے کی۔ اس کوتاہی کا نتیجہ یہ ہے کہ عظمتِ رسالت پر ہزار وعظوں اور میلادوں کے باوجود قوم میں تشدد، خیانت اور بے حیائی کے روگ اس تیزی سے پھیل رہے ہیں جیسے کوئی طاعون یا فلو کی کوئی وبا ہو، اور رسالت کی بلندیٔ مرتبہ میں نت نئے اضافے کرنے والے حضرات کو یہ توفیق نہیں ہوتی کہ وہ حضورؐ کے اخلاق اور حضورؐ کے کردار کی پیروی کی اپیل کریں۔ لوگوں سے کہیں کہ جھوٹ، چوری، خیانت، قتل، اسمگلنگ، فساد، زنا، شراب، قماربازی، عریانی جیسی گندگیوں سے بچو!

اور انہی چیزوں سے روکنے کے لیے حضور کی بعثت ہوئی تھی۔ وہ اخلاقِ رسالت اور کردارِ رسالت سے بیگانہ اور باغی لوگوں کو متنبہ کر دیں کہ تم ان خرابیوں کے ساتھ ہمارے فرقے یا ہماری مریدی میں داخل نہیں ہو سکتے۔ یا پھر وہ دُنیا کو دکھائیں کہ اُن کے جن لوگوں نے رسول کے وسیع عطائی علمِ غیب کو مان لیا ہے، ان کے اخلاق، اُن کے کردار، اُن کے معاملات بہترین معیار کے ہیں کیونکہ اُن کا ایمان اُدنچا ہے۔

سوال یہ ہے کہ رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب ہونے یا نہ ہونے یا کم یا زیادہ ہونے سے ہماری صلاح و فلاح میں کیا فرق واقع ہوتا ہے۔ ہماری صلاح و فلاح میں فرق اس شعور سے واضح ہو جاتا ہے کہ حضور اخلاق سنوارنے آئے تھے۔ بعثت لاتمم مکارم الاخلاق

یہ تمہیدی باتیں ایک مختصر تبصرے میں اگرچہ بے محل اضافہ معلوم ہوتی ہیں۔ مگر میں جناب مؤلف پر یہ واضح کرنا چاہتا تھا کہ اصل خرابی کیا اور کہاں ہے ــــ اور ضمناً قارئین پر بھی!

اب لیجیے اصل مسئلہ کو ــــ اور کسی دوسرے سے بحث کرنے کے بجائے کوئی بھی مسلمان قرآن شریف کو کھول کر ان آیات کا سادہ ترجمہ پڑھ لے۔

وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ (الانعام - ۷۳) انما الغیب للہ (یونس - ۲۰) وللہ غیب السموٰت والارض (ھود - ۱۲۳) لہ غیب السموٰت والارض (الکھف - ۲۶) قل لا یعلم من فی السموٰت والارض الغیب الا اللہ (النمل - ۶۵)

صاحبِ خزائنِ غیب صرف اللہ ہے اور سورۂ جن کی آیت ۲۶، ۲۷ کی رُو سے وہ اپنے پسندیدہ رسولوں کو غیب کی جو کچھ باتیں بتانا چاہتا ہے وہ بتاتا ہے۔

رسولوں کو جو غیب بتایا جاتا ہے اس کا وہ حصہ جس سے ہمارا تعلق ہے وہ تو الہامی تعلیم کی شکل میں سامنے آتا ہے۔ اس کا بڑا حصہ قرآن میں ہے اور کچھ باتیں حدیث میں آگئی ہیں۔ اب اگر اس کے علاوہ کوئی سرمایۂ علمِ غیب مانا جائے تو وہ "بلغ ما انزل الیک" کے دائرے سے خارج ہوگا۔ اس دائرے سے اگر خارج ہے تو اس سے ہمارا واسطہ کیا ہے؟ اور جس سے ہمارا واسطہ ہے اس کا حق ادا کرنے کے لیے ہم کیا کرتے ہیں؟ اگر یہ حق ادا کرنے سے ہم فارغ ہو گئے ہیں تو فرصت

کی گھڑیاں گزارنے کے لیے دوسرے دائرے کا کھوج لگاتے رہیے۔ مگر جس طرح الہامی علم کے قطعی دلائل وشواہد ہیں۔ ایسے دلائل وشواہد کیا ادھر بھی ہیں؟ نہیں ہیں تو نکتہ آفرینی کا سلسلہ تو ایسا ہے کہ انسانوں نے پیغمبروں کے دیوتاؤں کو بھی تقدیر ساز انسان ثابت کر دیا۔

جس شخص کو رسول بنایا جاتا ہے کیا اس کو رسالت دیتے ہی پہلے دن سے غیب السموات والارض کے خزانوں کی کنجیاں سونپ دی جاتی ہیں۔ ایسا ہے تو فرشتۂ وحی کے بار بار آنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اب تو رسول کو معلوم ہو گیا کہ آگے کب کونسی آیات اترنے والی ہیں۔

کہتے ہیں کہ علم غیب رسولوں کا اپنا نہیں ہوتا، عطائی ہوتا ہے، یعنی خدا کا عطا کردہ۔ سوال یہ ہے کہ دین وشریعت کا علم دینے کی ضرورت بھی واضح ہے۔ اقوام ماضیہ کے عبرت انگیز احوال کو بھی غیب کے پردے سے نکال کر سامنے لانے کا مقصد ہے، اور مستقبل کے بارے میں انبیاء جو پیش گوئیاں خدائی علم غیب کی مدد سے کرتے ہیں۔ وہ بھی وجہ جواز رکھتی ہیں۔ لیکن کلی علم غیب کی ضرورت، رسولوں کو کیا ہے، مثلاً انہیں یہ بتانا کہ دنیا بھر میں کتنے ذرہ ہائے خاک اور قطرہ ہائے آب پائے جاتے ہیں اور کس لمحے وہ کہاں کس حالت میں ہوں گے، یا دنیا کے ہر پرندے پر کیا گزرے گی، یا صدیوں میں ارب در ارب چیونٹیوں اور دیمکوں یا چھپکلیوں اور ٹڈیوں کے لمحہ بہ لمحہ کیا احوال ہوں گے۔ ہر پتہ کس شاخ پہ نمودار ہو گا، کب ٹوٹ گرے گا۔ اور ہوائیں اسے اڑا کر کہاں کہاں لے جائیں گی اور آخر میں اس کا انجام کیا ہو گا۔ کیا اس طرح کے سارے علم غیب کو رسولوں کے سپرد کرنے کے معنی تکلیف مالا یطاق کے نہیں ہیں کہ وہ ایک ایسا بوجھ اٹھائیں جس کا سرے سے کوئی استعمال ہی نہیں کرنا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ انبیاء کو تمام ٹکنیکل علوم سے آراستہ کیا جائے۔ انہیں سبزیاں کاشت کرنے اور چینی کا کارخانہ چلانے یا اخبار چھاپنے کی تربیت بھی علم غیب کے ذریعے دی جائے۔

دین سیدھا سادا دین ہے۔ پہلی بات یہ کہ ایک خدا ہے اور اس کی یہ یہ صفات ہیں، اس کی دی ہوئی ہدایت اور اس کے اوامر و نواہی کے مطابق عمل پیرا ہونا ہے۔ دوسری یہ کہ خدا کا رسول ہے جس کے ذریعے خدا کی ہدایت اور اس کی مرضی کا علم ہوتا ہے۔ خدا کے اوامر و نواہی کا پتہ چلتا ہے، اور رسول نمونے کی عملی زندگی گزار کر دکھاتا ہے کہ خدا کو اس طرح کا جینا پسند ہے۔ خدا خدا ہے، رسول نہیں ہے، اور رسول رسول ہے، خدا نہیں ہے۔ نہ ادھر کا مرتبہ اِدھر، نہ اِدھر کا مرتبہ اُدھر ـــ

نہ اُدھر کی صفات اِدھر، نہ اِدھر کی صفات اُدھر۔

اصل معاملہ تو یہ ہے کہ اس دین کی پیروی ہم کس درجے کی کرتے ہیں اور اس کو ایک غالب نظامِ زندگی کی حیثیت دینے کے لیے کیا جدوجہد کرتے ہیں، رکاوٹوں اور مزاحمتوں سے کس طرح ہم لڑتے ہیں، قربانیاں کیا دیتے ہیں۔

خدا اپنی جو شان رکھتا ہے اور رسولؐ اپنا جو مرتبہ رکھتا ہے، دونوں کی طرف سے یہ مطالبہ بڑے زور سے ہے کہ ملت کی وحدت کو برقرار رکھو، فرقہ سازیوں سے بچو، اختلافات پر لڑنے کا طریقہ ختم کر دو، تعصبات کے قلعوں میں بند رہنے کے بجائے دلائل و بینات سے مسائل کی باہم افہام و تفہیم کرو۔ رسول اللہ کے نامعلوم علم غیب کے نہ ماننے سے اُن لوگوں کا جرم زیادہ سخت ہے جنھوں نے نہ ماننے والوں کے خلاف نفرت و عداوت کے محاذ کھڑے کر دیے۔ رسولؐ نے ایک ملت بنائی تھی۔ آپ نے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے بہ فرقے بنا دیے ہیں۔

مؤلف سے معذرت کرتا ہوں کہ اُن کی کتاب پر گفتگو کرنے کے بجائے میں اپنے تمہیدی نکات میں دُور تک نکل گیا۔ مجھے یہ اعتراف ہے کہ چوہدری محمد سرفراز خاں صاحب نے کتاب و سنت سے اچھی طرح استفادہ کیا ہے۔ اُن کا اندازِ تحریر اس طرح کا جنگی نہیں ہے جیسا ماہرینِ افتراق کا ہوتا ہے۔ اُن کی کتاب پڑھنے سے مسئلہ علم غیب پر ایک متوسط قاری کو بنیادی معلومات بھی مل جاتی ہیں اور بات بھی اس کی سمجھ میں آ جاتی ہے۔ مگر کوئی معقول گفتگو اور تحقیقی کتاب بھی واعظوں کی ساحرانہ تقریروں کا جواب نہیں ہو سکتی ـــــ جن میں سے ایک نے درس دیتے ہوئے کہا کہ یہ جو آیت ہے قد نری تقلب وجھک فی السماء (          ) اس میں نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا کہ میرے حبیب بار بار چہرہ اُوپر اُٹھائیں اور بار بار زیارت کا موقع ملے۔ ورنہ کام تو ایک ہی دفعہ میں ہو سکتا تھا۔

علمِ غیب پہ مبنی یہ تفسیر میں نے خود سُنی۔

تاہم چوہدری محمد سرفراز خاں نے جو کام کیا وہ ایک نیک کوشش ہے، انھوں نے علمِ غیب کی گفتگو چھیڑ کر علمِ دین پھیلانے کی راہ نکالی۔

---